# قانون کی پابندی اور احترام کے متعلق اپنے فرائض کو ان ایام میں زیادہ تعہّد اور احتیاط سے پورا کرو

(فرمودہ 11 فروری 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

" پچھلے دنوں ایک جماعت کے سیکرٹری کی طرف سے مجھے ایک خط ملا ہے جو بظاہر تو معمولی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اُس بات سے جو اُس میں لکھی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی سازش یا فتنہ ہے۔ اس سیکرٹری نے لکھا ہے کہ میرے پاس سی آئی ڈی کا ایک آدمی آیا اور اس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا کہ آجکل آپ کی جماعت کے خلاف شورش اٹھ رہی ہے۔ اس کے مقابلہ کے لیے آپ کی جماعت بھی مناسب تیاری کر رہی ہوگی اور افراد کو اسلحہ کی ٹریننگ دی جارہی ہوگی۔ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ آپ کی جماعت کے لئے ٹریننگ کا مناسب انتظام کرائے۔ اس لئے اگر ضرورت ہو تو آپ بتائیں میں ٹریننگ کا انتظام کروادوں گا۔ آخر آپ لوگ اپنی حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی ہوں گے۔ ہم مزید مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس سیکرٹری نے مجھے لکھا ہے کہ میں نے اُس سے کہا کہ ہماری جماعت کو اِس قسم کی باتوں سے کوئی

تعلق نہیں اور نہ ہی ہمارے ذہن میں اِس قسم کی کوئی سکیم ہے۔ اِس پر اُس آدمی نے کہا پھر بھی آپ کی جماعت کو ان باتوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کو مدد کی ضرورت ہو تو آپ مجھے اطلاع دیں میں انتظام کرادوں گا۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

اب بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ہمدرد شخص تھا جو اپنی ہمدردی کے جذبہ کے ماتحت آیا۔ اور جماعت کے ایک عہدہ دار سے اس نے کہا کہ آپ کی جماعت خود حفاظتی کی تدابیر کر رہی ہوگی۔ اگر خود حفاظتی کے سلسلہ میں مدد کی ضرورت ہو تو ہم آپ کی مدد کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن یہ بات ایک دوسرے لحاظ سے غیر معقول بھی ہے۔ اس لئے کہ اگر گورنمنٹ کو جماعت احمدیہ سے ہمدردی ہوتی اور وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہتی تو وہ جماعت کے مرکز سے کہتی کہ آپ کی جماعت کے خلاف شورش اٹھ رہی ہے، آپ لوگ بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کریں۔ ہم سکھانے والے مہیا کرتے ہیں وہ آپ کے افراد کو اسلحہ کی ٹریننگ دیں گے تا کہ خطرہ کے وقت آپ اپنی حفاظت کا انتظام کر سکیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ نہ گورنمنٹ انگریزی کے وقت میں ایسا ہوا اور نہ جب سے پاکستان بنا ہے سات آٹھ سال کے عرصہ میں ایسا ہوا ہے کہ حکومت نے اپنی رعایا کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ کے خلاف تیار کیا ہو۔ لیکن فرض کرو اگر کوئی بالا افسر ایسا تھا بھی، جس نے پرانے طریق کی بجائے نئے طریق کو اختیار کیا تو وہ جماعت کے مرکز سے کہتا کہ ہم آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں نہ کہ ایک دور افتادہ علاقہ میں ایک ایسی جماعت کے سیکرٹری سے یہ بات کہتا جو مرکز سے دو تین سو میل دور ہے۔ پس جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے چونکہ وہ عقل کے خلاف ہے اِس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ افسر کسی رپورٹ کے نتیجہ میں تحقیقات کرنے کے لئے وہاں گیا تھا۔ اُس کو ہدایت ملی ہوگی کہ سنا ہے احمدی لوگ دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ تم اس کی تحقیق کرو۔ چونکہ تحقیقات کے کئی طریق ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں پولیس بھی تحقیقات کے سلسلہ میں کئی طریق اختیار کرتی ہے۔ یورپ میں تو اس کے متعلق کئی کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔ کبھی تو پولیس نوکروں کے ذریعہ راز معلوم کرتی ہے کبھی محکمہ کے لوگوں کے ذریعہ سے بھید تک پہنچنا چاہتی ہے اور کبھی جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر بیان کیا تھا اپنے ایجنٹ پرووو کیوٹر (PROVOCATEUR) کے ذریعہ اصل بات معلوم کرتی ہے۔ یہ ایجنٹ لوگوں کے

پاس جا کر خود اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ وہ فریب میں آ کر اُس کی سکھائی ہوئی باتیں کہنے لگتے ہیں۔

پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس افسر کی ہماری جماعت کے سیکرٹری کے پاس جانے کی غرض ہی یہی تھی کہ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس اطلاع میں سچائی ہے یا نہیں۔ اُس کا خیال تھا کہ اگر یہ اطلاع سچی ہے تو ہمدردی کے جذبات کے نتیجہ میں وہ ساری بات ظاہر کر دے گا۔ وہ یا تو یہ کہہ دے گا کہ آپ بےفکر رہیے ہم دشمن کے مقابلہ کے لئے خوب تیاری کر رہے ہیں۔ اور یا وہ یہ کہے گا کہ تیاری تو ہم کر رہے ہیں لیکن ہمارے پاس مناسب ٹریننگ کا انتظام نہیں اور نہ ہی سامان ہیں۔ اس لئے اگر آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں تو کریں تا کہ وقت پر ہم اپنی حفاظت کا انتظام کر سکیں۔

پس ایک نتیجہ تو اِس سے یہ نکلتا ہے کہ اس سی آئی ڈی کے آدمی کی غرض یہ تھی کہ وہ تحقیقات کر کے رپورٹ کرے کہ بالا افسروں کے پاس جو اطلاع پہنچی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک غیر معروف جگہ پر جا کر جو جماعت احمدیہ کا کوئی مرکز نہیں اور وہ سلسلہ کے مرکز سے سینکڑوں میل دور ہے کسی افسر کا جماعت کے ایک سیکرٹری سے یہ باتیں کہنا بتاتا ہے کہ یہ کوئی مقامی بات نہیں تھی بلکہ مرکزی حکومت کو جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی رپورٹ پہنچی ہے اور اس نے مختلف اضلاع کو حکم دیا ہے کہ وہ تحقیقات کر کے رپورٹ کریں۔ اور یہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کسی جگہ پولیس افسروں نے اپنے جاسوس چھوڑے ہوں گے، کسی جگہ پر وہ نوکروں کے ذریعہ اِس قسم کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے اور کسی جگہ محلّہ اور ساتھ والے گاؤں کے لوگوں سے اس قسم کی اطلاع حاصل کر رہے ہوں گے۔ یہ شخص اخلاق کو زیادہ مؤثر سمجھتا تھا اِس لئے اُس نے جماعت کے ایک سیکرٹری سے مل کر ہمدردی کا جذبہ ظاہر کیا اور اُس سے اصل بات پوچھنے کی کوشش کی۔ لیکن سیکرٹری نے کہا ہمیں تو اس قسم کی باتوں سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہمارے ذہن میں کوئی ایسی سکیم ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں بات ہم تک بھی پہنچ گئی۔

بہرحال وہ بات جھوٹی تھی اور جس نے بھی جماعت کے متعلق اس قسم کی کوئی رپورٹ کی ہے جھوٹی رپورٹ کی ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے نوجوانوں میں سے بعض

نے اِس قسم کی کوئی غلطی کی ہو۔اس لئے میں نے ناظر صاحب اعلیٰ اور ناظر صاحب امور عامہ کو بلایا۔اِسی طرح کالج کے پرنسپل اور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی بلایا۔(گو مجلس کا صدر میں خود ہوں لیکن سارے کام نائب صدر ہی کرتا ہے میرے سامنے وہ بجٹ پیش کر دیتے ہیں اور میں منظور کر دیتا ہوں ۔ میں صدر صرف اِس لیے بنا ہوں کہ جب کبھی میں مجلس کے کاموں میں دخل دینا چاہوں تو دخل دے سکوں اور میرا یہ دخل دینا قانونی ہو۔ویسے سارے کام نائب صدر تک ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ) ناظر صاحب اعلیٰ اور ناظر صاحب امور عامہ کو اس لئے بلایا کہ وہ نگران ہیں۔لیکن انہوں نے اِس واقعہ سے قطعی طور پر انکار کیا اور کہا کہ ہم نے اِس قسم کی کوئی تحریک نہیں کی ۔کالج کے پرنسپل نے کہا کہ ہم صرف یونیورسٹی کی مقرر کردہ پریڈ کرتے ہیں۔اور وہ پریڈ یونیورسٹی کے حکم کے مطابق ہے ہم نے اسے اپنے طور پر جاری نہیں کیا۔اور خدام کے نائب صدر نے کہا کہ ہم نے اس قسم کی ٹریننگ کا نہ تحریراً حکم دیا ہے اور نہ زبانی حکم دیا ہے۔ اِس پر مجھے تسلی ہوگئی کہ اس رپورٹ میں کوئی صداقت نہیں ۔کسی دشمن نے حکومت کے پاس جھوٹی رپورٹ کر دی ہے۔آگے حکومت نے جو تحقیق کی ہے۔ جہاں تک حفاظت اور قیام امن کا سوال ہے یہ فعل درست ہے۔

حکومت کا فرض ہے کہ ملک میں امن وامان قائم کرے۔اگر وہ ملک میں امن وامان قائم نہیں کرتی تو وہ کامیاب نہیں ہوسکتی ۔ وہ اس قسم کی رپورٹوں کی تحقیقات کرتی ہے اور اس تحقیقات کے نتیجہ میں فیصلہ کرتی ہے کہ آئندہ کیا قدم اٹھائے ۔اگر ہماری جماعت کا بھی کوئی افسر اس کام پر مامور ہوتا تو وہ بھی اس رپورٹ کی تحقیقات کرتا۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ جب کوئی رپورٹ تمہارے پاس آئے تو تم اس کی تحقیقات کرو1 ۔لیکن اس خط سے ہمیں یہ پتا لگ گیا کہ دشمن نے جماعت کے خلاف حکومت کے پاس بعض سراسر جھوٹی رپورٹیں کی ہیں۔ (اور ہم اس کے لئے لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ کہتے ہیں)اور پھر یہ بھی پتا لگ گیا کہ اِس قسم کی کوئی قابلِ اعتراض حرکت نہ خدام سے سرزد ہوئی ہے اور نہ کالج کے افسران سے ۔اگر اُن سے اِس قسم کی کوئی قابلِ اعتراض حرکت ہوتی تو ہم سمجھتے کہ رپورٹ کرنے والے کو دھوکا لگ گیا ہے۔اور چھوٹی بات بڑی بن کر اُس کے پاس پہنچی ہے۔لیکن وہ دونوں صیغے کہتے ہیں کہ ہم سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔

بہر حال چونکہ دشمن جماعت کے متعلق جھوٹی رپورٹیں کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ احتیاط سے کام لیں۔ جماعت احمدیہ کی تو تعلیم ہی یہ ہے کہ قانون شکنی نہ کی جائے۔ پس قانون تم سے جو مطالبہ کرتا ہے اُسے تم پورا کرو۔ بلکہ قانون کی بعید تشریح کے ماتحت بھی افسرانِ علاقہ امن کے قیام کے سلسلہ میں اگر تم سے کوئی مطالبہ کریں تو تم اُسے بھی پورا کرو۔ احمدیت اسلام کو زندہ کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے اور اسلام امن کو قائم رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ پس تمہیں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق خفیہ جھوٹ بولتا ہے اور مخفی رپورٹیں جو سراسر افتراء ہوتی ہیں حکام کو دیتا ہے تو اُسے روکنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ لیکن اگر اُسے تمہارے کسی فعل سے بھی مدد مل جائے تو وہ یقیناً اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گا اور اُس کا جھوٹ زیادہ تقویت اختیار کرلے گا۔ جب تک اُسے سچائی کی تھوڑی بہت مدد نہیں ملتی خواہ لوگ اس جھوٹ سے کتنے ہی متاثر ہوں ہم یہی کہیں گے کہ دشمن کی اکثریت ہماری دلیل پر غالب آرہی ہے۔

جب یہاں ہندو زیادہ تھے تو ملک میں کوئی بات اُن کے خلاف سنی نہیں جاتی تھی۔ جب وہ کہہ دیتے کہ یہ بات یوں نہیں تو کوئی افسر اُن کے خلاف کوئی بات نہیں سنتا تھا۔ پس جہاں کسی قوم کی کثرت ہو وہاں دلیل کی قوت جاتی رہتی ہے اور اِس کی بجائے کثرت کو قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا دشمن زیادہ تعداد میں ہے۔ اگر تم ادنیٰ سی غلطی بھی کرو گے تو لازماً اس کا نتیجہ تمہارے حق میں بُرا نکلے گا۔ کیونکہ کوئی افسر تمہاری دلیل نہیں سنے گا۔ مثلاً یہ ایک چھوٹی سی بات ہے کہ تمہارے پاس رائفل کا لائسنس ہو اور تم شکار کے لئے جاؤ۔ تمہارا کوئی دوست تمہارے پاس آجائے اور کہے کہ لاؤ میں بھی رائفل چلا کر دیکھوں۔ اور تم اُس سے اپنے سامنے رائفل چلوا کر دیکھو تو ممکن ہے کہ تمہارا ایسا کرنا خالص قانونی نقطۂ نظر سے ناجائز ہو۔ مجھے اِس کا علم نہیں لیکن ساری دنیا ایسا کر رہی ہے۔ مثلاً مجھے یاد ہے کہ مجھے جب پہلی دفعہ رائفل چلانے کا تجربہ ہوا تو وہ اِسی طرح ہؤا کہ ایک انسپکٹر صاحب پولیس کے ایک احمدی دوست سے دوستانہ تعلقات تھے انسپکٹر صاحب شکار کے شوقین تھے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ آپ نے کبھی رائفل سے شکار نہیں کیا۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ چنانچہ وہ شیخوپورہ کے ضلع میں آئے میں بھی ساتھ چلا گیا۔ وہاں جا کر

انہوں نے مجھ سے رائفل چلوائی۔ مجھے اس کے متعلق قانون کی پوری واقفیت نہیں۔لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ لوگ بالعموم اپنا ہتھیار اپنے دوستوں یا رشتہ داروں سے اپنے سامنے چلوا لیتے ہیں۔ اگر ایسا کرنا خلاف قانون ہے تو چاہے خود پولیس کے افسر بھی ایسا کرتے ہوں اگر تم ایسا کرو گے تو تم پر الزام لگایا جائے گا۔

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ اگر باپ کے پاس رائفل کا لائسنس ہے تو وہ رائفل اُس کا بیٹا بھی چلا لیتا ہے۔اور اگر اس میں ہمت اور شوق ہو تو اُس کی بیوی بھی چلا لیتی ہے اور میں سمجھتا ہوں گورنروں اور وزیروں سے لیکر نیچے تک سب کا یہی حال ہے۔اُن کی بیویاں بیٹے اور بیٹیاں اگر شکار میں ساتھ ہوں تو وہ بھی شکار میں حصہ لے لیتے ہیں۔ یہ عام دستور ہے لیکن کوئی قوم بدنام ہو جائے تو لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ عام دستور کیا ہے۔ بلکہ اُس کمزور قوم کے خلاف ایسے امور میں بھی قدم اٹھایا جاتا ہے جن پر بڑی قوموں کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ پس تم ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی پرہیز کرو۔مثلاً سامنے شکار ہے۔ایک لائسنس والا اپنا ہتھیار دیتا ہے اور کہتا ہے وہ شکار ہے اُس پر فائر کرو۔تو عام دستور کے ماتحت چاہے سب لوگ اِس طرح کر لیتے ہوں لیکن اِن دنوں تم ان باتوں سے بھی پرہیز کرو اور استغفار اور دعا میں یہ ایام گزارو۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہارا دشمن تمہارے خلاف جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ سو فیصدی جھوٹ بولنے کے لیے تیار ہے اور بعض دفعہ تو سو فیصدی کہنے میں بھی ہمیں شک ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر دو سو فیصدی کہنا درست ہوتو ہم یہ کہیں کہ وہ دو سو فیصدی جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چُوکتے۔لیکن تمہارے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں کہ تم اسے جھوٹ بولنے سے روک سکو یا معلوم کرسکو کہ وہ کس قسم کا جھوٹ بولتا ہے اور کس کے پاس جھوٹ بولتا ہے۔مثلاً وہ ایک افسر کے پاس چلا جاتا ہے۔ پھر اُس افسر سے کچہری میں نہیں ملتا۔اُس کی کوٹھی پر جا کر ملتا ہے۔اور اس سے کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے تو تمہیں اس کا پتا نہیں لگ سکتا۔ ہاں اگر وہ خود بھید ظاہر کر دے تو اَور بات ہے۔لیکن یہ محض اتفاقی طور پر ہوتا ہے۔ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔جس طرح میں نے بیان کیا ہے کہ سی۔آئی۔ڈی کا ایک آدمی ایک سیکرٹری کے پاس گیا اور اُس سے چالاکی سے کچھ باتیں اپنے خیال میں دریافت کرنے کی کوشش کی۔اُس کا خیال تھا کہ میں ان لوگوں کے منہ سے بعض باتیں نکلواؤں۔لیکن چونکہ رپورٹ سراسر

جھوٹ تھی اُس نے نہ صرف اُسے یہ کہا کہ ہمارا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مجھے بھی یہ بات لکھ دی۔

پس میں ایک طرف جماعت کے دوستوں کو ہوشیار کرتا ہوں کہ وہ اِن دنوں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیں۔ اور اُن باتوں سے بھی پرہیز کریں جن میں ذرا بھی انہیں قانون کی خلاف ورزی کا شبہ ہو۔ دوسرے اِن دنوں استغفار اور دعا پر زور دو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تو وہ دعا اور استغفار کے نتیجہ میں اسے بدل دے گا۔

مولانا روم اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک سپیرے نے ایک نئی قسم کا سانپ دیکھا تو اُس نے اُسے پکڑ لیا اور ایک گھڑے میں بند کر دیا۔ اُس نے خیال کیا کہ یہ ایک نئی قسم کا سانپ ہے۔ میں اسے لوگوں کو دکھاؤں گا تو مجھے زیادہ آمد ہوگی۔ رات کو وہ اٹھا اور اُس نے شوق سے گھڑے کو دیکھا تو سانپ اُس میں موجود نہیں تھا ڈھکنا ہلکا تھا جس کی وجہ سے سانپ باہر نکل گیا۔ اُس نے دعا مانگنی شروع کر دی کہ اے اللہ! میرا خیال تھا کہ یہ نئی قسم کا سانپ میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ میں اِس کے ذریعہ آمد پیدا کروں گا لیکن وہ تو باہر نکل گیا ہے۔ اے خدا! تُو ایسا کر کہ سانپ واپس آ جائے۔ مولانا روم لکھتے ہیں کہ وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک دعائیں مانگتا رہا۔ اتنے میں صبح کی اذان ہوگئی۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد گھڑا آ کر دیکھتا تھا کہ اُس کی دعاؤں کے نتیجہ میں سانپ آ گیا ہے یا نہیں۔ لیکن گھڑا خالی ہوتا۔ سپیروں میں رواج ہے کہ جب کسی کو کوئی نیا سانپ کاٹے تو وہ سب سپیروں کو بلا کر دکھاتے ہیں تا کہ وہ اُس سے ہوشیار رہیں۔ وہ دعا مانگ رہا تھا کہ دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ وہ باہر گیا تو دستک دینے والے نے اُسے بتایا کہ ایک شخص کو کسی نئی قسم کے سانپ نے کاٹا ہے اور وہ مر گیا ہے۔ ہم نے وہ سانپ پکڑا ہوا ہے تم بھی آ کر اُسے دیکھ لو۔ چنانچہ وہ اُس کے ساتھ چلا گیا اور دیکھا کہ اُسی کے سانپ نے اُس آدمی کو کاٹا تھا۔ وہ یہ دیکھتے ہی کہنے لگا میں اپنی بیوقوفی سے یہ سمجھ رہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے میری دعائیں نہیں سنیں۔ حالانکہ اُس نے میری دعا کو سن لیا تھا۔ اگر وہ سانپ واپس آ جاتا تو مجھے کاٹتا اور میں مر جاتا۔ پس میری دعاؤں کی قبولیت اِسی میں تھی کہ یہ سانپ واپس نہ آتا۔

تو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہارے متعلق کون جھوٹ بولتا ہے اور کس کے پاس جھوٹ بولتا

ہے۔لیکن تمہیں اس کا کوئی علم نہیں ہوسکتا۔ پس تمہارے لئے ایک ہی رستہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ اے خدا! تو علاّم الغیوب ہے، تُو نے ہمیں بتیس دانتوں میں زبان کی طرح بنا کر رکھ دیا ہے،تو جانتا ہے کہ ہمارے متعلق کیا کیا جھوٹ بولے جاتے ہیں، ہم پر کیا کیا الزام لگائے جاتے ہیں، ہم پر کیا کیا افتراء کئے جاتے ہیں۔ہمیں پتا نہیں کہ ہمارے متعلق کون جھوٹ بولتا ہے، کس کے پاس جھوٹ بولتا ہے اور کن الفاظ میں جھوٹ بولتا ہے۔تُو علاّم الغیوب ہے تُو سب کچھ جانتا ہے۔تو ان کی اصلاح کرتا کہ یہ لوگ ہم بے گناہوں اور مظلوموں پر اتّہام نہ لگائیں۔

پھر جہاں میں جماعت کے افراد سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ہوشیار رہیں اور یہ دن دعاؤں اور استغفار میں بسر کریں۔ وہاں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لئے اگر ایک طرف یہ ضروری ہے کہ وہ قیامِ امن کے لیے ہر رپورٹ کی تحقیقات کرے تو دوسری طرف اُس کا یہ بھی فرض ہے کہ جب اُسے معلوم ہو جائے کہ کسی نے غلط رپورٹ کی ہے تو اُس کے خلاف کارروائی کرے۔ مجھ سے کئی افسروں نے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی جماعت کے خلاف کوئی رپورٹ کی جاتی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ رپورٹ جھوٹی اور تعصب کی بناء پر کی گئی ہے اور اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ پس حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ اگر کوئی رپورٹ غلط ثابت ہو تو رپورٹ کرنے والے کو سزا دے۔

یہ ایک موٹی بات ہے کہ اگر رائفل ٹریننگ جاری ہو تو وہ پہلے مرکز میں ہونی چاہیے اور رائفل ٹریننگ ایسی چیز نہیں جسے چھپایا جاسکے۔رائفل کی آواز کئی میل تک جاتی ہے۔اگر یہاں رائفلیں چلائی جائیں گی تو لازمی بات ہے کہ اس کے نتیجہ میں ایک شور برپا ہوگا اور وہ ہمسائیوں کو اور اردگرد کے دیہات میں بھی سنائی دے گا۔رائفل ٹریننگ کے یہ معنے ہیں کہ کئی لوگ ایک وقت میں رائفل چلانا سیکھیں اور اِس صورت میں تو ایک شور پڑ جائے گا۔پس یہ کوئی ایسا امر نہیں کہ اِس کا پتا لگانے میں کوئی دقت پیش آئے۔کسی آدمی سے بھی اس کا پتا لگایا جاسکتا ہے۔محلّہ کے لوگوں سے، اردگرد کے دیہات سے اور علاقہ کے لوگوں سے دریافت کیا جاسکتا ہے کہ آیا انہوں نے رائفل کی کبھی آواز سنی ہے یا نہیں؟ اور پھر جب یہ پتا لگ جائے گا کہ رائفل چلانے کی آواز آتی رہی ہے تو ان سے جہت بھی معلوم ہو جائے گی۔ پھر رائفل کی گولیوں کے نشان بھی مل جائیں گے۔اگر کسی پہاڑی پر رائفل چلائی گئی ہے تو پتھروں پر نشانات ہوں گے۔اگر کسی لکڑی پر نشانہ لگایا گیا ہے تو اُس پر نشان ہوگا۔

پس جہاں میں جماعت کے افراد کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قانون کی پابندی کریں اور اِن دنوں زیادہ احتیاط سے کام لیں۔ وہ اس بات سے ڈرتے رہیں کہ ان کی غفلت کے نتیجہ میں دشمن کو جماعت کے خلاف کسی اعتراض کا موقع نہ ملے وہاں میں حکومت کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک کسی رپورٹ کے متعلق تحقیقات کا سوال ہے وہ بے شک کرے، وہ ملک میں قیامِ امن کی ذمہ دار ہے اور قیامِ امن کے لیے اُسے اِس قسم کی کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ ایسی کارروائی نہ کرے تو وہ اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہے گی۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اُن کے معلوم کرنے کے ذرائع بہت معمولی ہوتے ہیں۔ مثلاً چوری وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہوتا۔ لیکن رائفل کا نشان ہوتا ہے۔ پس اگر کہیں رائفل چلائی گئی ہو تو لازماً اس کے نشان بھی ہوں گے۔ پھر علاقہ کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے قریب رائفل ٹریننگ ہوتی ہے اور اس کی آواز سے شور پڑ جاتا ہے۔ رات کو شور کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ رائفل چلانے والے دروازے بند کر کے اور لحافوں کے اندر بیٹھ کر تو رائفل نہیں چلائیں گے۔ اگر وہ رائفل چلائیں گے تو لازماً رائفل کی آواز آئے گی۔ اُس کے نشان پڑیں گے۔ اِس لئے اِس قسم کا جھوٹ بولنے والے کو فوراً پکڑا جاسکتا ہے۔ اور اگر کسی افسر کے متعلق پتا لگ جائے کہ اُس نے کسی جماعت پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو اُسے سزا ملنی چاہیے۔

گزشتہ فسادات کے دوران میں ایک بڑے افسر نے ایک احمدی سے ذکر کیا کہ اُسے اپنے محکمہ کے متعلق جبکہ وہ چھٹی پر تھا اور یونہی دفتر میں آیا تھا معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف صرف مولویوں کے بیانات پر کوئی قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ تو میں نے اس افسر کو جو میری جگہ لگا تھا سمجھایا کہ جن باتوں سے افراد کی ہتک ہوتی ہے جماعتوں کی زیادہ ہتک ہوتی ہے۔ اس لیے محض مولویوں کے لیکچروں میں بیان کردہ باتوں پر اعتبار کر کے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ اور اس طرح اُس افسر کو غلط اقدام سے روک دیا۔ اِس روایت سے اگر وہ سچی ہے پتا لگتا ہے کہ جماعت کے خلاف افسرانِ بالا کے پاس غلط رپورٹیں بھی پہنچتی رہتی ہیں اور سمجھ دار افسر اُن رپورٹوں کی صحیح طریق پر تحقیق ضروری سمجھتے ہیں۔

پس حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ اس بارہ میں احتیاط سے کام لے۔ ہمارا یا کسی اور کا یہ حق نہیں کہ ہم کہیں کہ چاہے ہم خلافِ قانون حرکات کریں تو حکومت ہمیں پکڑے نہیں۔ حکومت کا

حق ہے کہ جب بھی کوئی خلافِ قانون حرکت کرے اُسے پکڑے اور مناسب سزا دے۔ اگر وہ ہمیں خلافِ قانون حرکات کرنے کے باوجود کُھلا چھوڑ دیتی ہے اور دوسروں کو پکڑ لیتی ہے تو دوسرے لوگ اس پر طرف داری کا الزام لگائیں گے۔ اور اگر وہ دوسروں کو کُھلا چھوڑ دیتی ہے اور ہمیں پکڑتی ہے تو ہم اس پر طرف داری کا الزام لگائیں گے۔ کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ رعایا کے ایک حصہ کو اپنا دوست قرار دے کر اُس سے رعایت کی جائے اور دوسرے کو دشمن قرار دیا جائے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس لیے جب تک حکومت اپنے فرض کو ادا کرتی ہے اُس پر الزام عائد نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اگر وہ اپنے فرض کو ادا کرتی ہے تو وہ قابلِ شکریہ اور قابلِ داد ہے۔ لیکن اُس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اِس بات میں احتیاط سے کام لے کہ کسی پر جھوٹا الزام نہ لگایا جائے۔ ساتھ ہی میں اپنی جماعت سے بھی کہتا ہوں کہ ہمارا مذہبی عقیدہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے اور قانون شکنی نہ کی جائے۔ اس لیے ہم پر دوہری ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی احمدی قانون شکنی کرتا ہے تو نہ وہ صرف گورنمنٹ کے نزدیک مجرم ہے بلکہ وہ سلسلہ کے نزدیک بھی مجرم ہے۔ اگر گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ قانون شکنی کی وجہ سے اُسے سزا دے تو سلسلہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اسے سزا دے۔ گویا جماعت کے افراد پر دو نگران مقرر ہیں۔ ایک حکومت اور دوسرے سلسلہ۔ اس لئے ان کی اصلاح کے مواقع زیادہ ہیں۔ دوسرے کسی شخص کے متعلق ممکن ہے کہ حکومت خاموش رہے۔ لیکن ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ اگر کوئی احمدی قانون شکنی کرے گا تو ہم اُسے ضرور سزا دیں گے۔

مجھے یاد ہے حکومت انگریزی کے زمانہ میں ایک دفعہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری مرحوم نے حضرت بابا نانکؒ یا کسی اَور سکھ بزرگ کے متعلق اپنی ایک کتاب میں بعض سخت الفاظ لکھے۔ اِس پر سکھوں نے شور مچایا۔ چنانچہ میں نے اعلان کر دیا کہ اُس وقت تک جماعت کا کوئی فرد یہ کتاب نہ خریدے جب تک کہ ماسٹر صاحب قابل اعتراض صفحات کی اصلاح کر کے کتاب شائع نہ کریں۔ اس کے بعد اسمبلی میں بھی سکھوں نے شور مچایا تو اسمبلی کے ایک ممبر نے انہیں جو جواب دیا وہ جماعت احمدیہ کے لیے قابلِ فخر ہے۔ اُس نے کہا تم گورنمنٹ سے کہہ رہے ہو کہ وہ کتاب ضبط کرے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت کے نظام نے اِس کتاب کے مصنف کو جو

سزا دی ہے وہ ہم بھی نہیں دے سکتے۔ تم تو صرف کتاب ضبط کر سکتے ہو لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جس کتاب کو حکومت ضبط کر لیتی ہے اندر ہی اندر وہ کتاب بِکتی رہتی ہے۔ لیکن اس کتاب کے متعلق تو مذہبی طور پر حکم دے دیا گیا ہے کہ جب تک مصنف اس میں مناسب اصلاح نہ کرے کوئی احمدی یہ کتاب نہ خریدے۔ اب ''مرے کو مارے شاہ مدار''۔ جس شخص کو سلسلہ نے یہ سزا دے دی ہے اُسے مزید سزا کیا دی جا سکتی ہے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ جب جماعت کا کوئی فرد قانون شکنی کرتا ہے تو ہماری اور جماعت کے دوسرے عہدیداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اُسے سزا دیں ۔ پھر حکومت بھی اُسے سزا دینا چاہتی ہے تو بےشک دے۔ اُس نے اپنی مصلحت کو دیکھنا ہے۔ بہرحال جماعت کے ہر فرد کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ اگر وہ قانون شکنی کرے گا تو اُسے حکومت بھی سزا دے گی اور سلسلہ بھی سزا دے گا۔ کیونکہ اسلامی تعلیم یہی ہے کہ قانون شکنی نہ کرو۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں جماعت کے افراد اپنے فرائض کو زیادہ تعہّد سے پورا کریں گے اور قانون کا احترام باقی لوگوں سے زیادہ کریں گے۔''

(الفضل 19 فروری 1955ء)

---

1: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (الحجرات: 7)